بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسجد نبوی کی زیارت کے بعض ضوابط اور اصول

یاد رکھیں کہ مسجد نبوی کی زیارت کے لیے جو اصول بیان کیے ہیں علماء نے اُن اصولوں کی بنیاد دو چیزیں ہیں:

1-اس کی دلیل موجود ہے قرآن میں، سنت میں، اور سلف امت کے اقوال میں۔

سلف امت میں سَر فہرست صحابہ کرام، پھر اُن کے جانشین اُن کے تابعین، اور تبع التابعین" ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين" سب شامل ہیں، تو قرآن اور حدیث کو جنہوں نے صحیح طریقے سے سمجھا ہے براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ صحابہ کرام ہیں؛ تو یہ جو اصول ہیں یہ سلف صالحین سے لیے گئے ہیں جنہوں نے قرآن اور سنت سے یہ اصول لیے ہیں۔

2- دوسرے نمبر پر جو دوسری وجہ ہے کہ ضوابط اور اصول ہم نے کہاں سے بیان کیے ہیں۔ مخالفین کے اقوال اور اعمال سے جنہوں نے قرآن اور سنت کی مخالفت کی اور سلف امت کی مخالفت کی ہے، تب علماء اہل سنت والجماعۃ نے بعض اصول مرتب کیے ہیں اور یہ جو اصول ہیں میں دو قسم کے بیان کروں گا کیونکہ یہ یاد رکھیں کہ مسجد نبوی کی زیارت عبادت ہے؛ مسجد نبوی کی زیارت میں امت کا اتفاق ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت باعث ثواب ہے عبادت ہے اور وہاں پر جانے کے لیے انسان سفر کی نیت سے جا سکتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

تو کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ جو اصول ہیں یا جو بنیادیں ہم بیان کر رہے ہیں صرف مسجد نبوی کے لیے ہیں، مسجد نبوی جو ہے مسجد نبوی کی طرف جانا، سفر کرنا عبادت ہے اور باعث ثواب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کہ میری مسجد میں ایک نماز جو ہے وہ ایک ہزار نماز کے برابر ہے"، یہ باعث فضیلت ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن مسئلہ تب ہوتا ہے جب بعض لوگ مسجد نبوی کی زیارت کو جاتے ہیں لیکن بغیر کسی بنیاد اور اصول اور ضوابط کے جاتے ہیں اور بہت ساری غلطیاں کر کے آتے ہیں۔

آج کے درس میں ہم دیکھتے ہیں:

(ا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے اصول، کہ قبر کی زیارت اگر کرنی ہے تو کیسے کرنی ہے؛ اصول وضوابط قبر کی زیارت کے لیے۔

(۲) بعض عام غلطیاں اور بدعات جو وہاں پر لوگ کرتے ہیں۔

توجو قبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے ضوابط اور اصول ہیں یہ دو قسم کے ہیں، ایک تو عام اصول ہیں اور دوسرے ہیں خاص؛ عام اصول جو ابھی میں بیان کروں گا یہ ہر عبادت کے لیے ہیں یاد رکھیں اِن اصولوں میں قرآن، سنت اور سلف امت کی سمجھ ہے، اس کے دلائل جو ہیں اصول بیان کروں گا یہ عام اصول جو ہیں۔

1-پہلا اصل ہے: "خَيْرَ الْحَدِيثِ كَلَامُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صلَّى اللهُ عليه وآله وسلَّمَ" (سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب سے بہترین طریقہ اور راستہ نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم کا راستہ ہے)۔

اس کی دلیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ: ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ (النساء:87)، ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ (النساء:122): اللہ تعالیٰ سے کون بڑھ کر سچ بول سکتا ہے یا سچا ہے، اللہ تعالیٰ سے کون بڑھ کر کوئی بات کر سکتا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ سب سے بہترین راستہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾ (اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کروگے تو تم ہدایت حاصل کرلوگے) (النور:54)۔

2-دوسرا اصل ہے: اس امت میں اختلاف ہوگا اور اختلاف کی صورت میں رجوع ہے کتاب اور سنت کی طرف۔

اختلاف ہوگا اس کی دلیل کیا ہے؟

ترمذی کی روایت میں صحیح سند کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وَأَنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلاَفًا كَثِيرًا": صحابہ کرام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ ضرور دیکھے گا اختلاف کثیر (بہت زیادہ اختلاف)۔ اس کا حل کیا ہے؟ "فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِن بَعدِي"۔

تو پہلی بات یہ ہے کہ اختلاف ہوگا؛ دوسری بات یہ ہے کہ اختلاف کا حل کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قرآن مجید میں: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۵۹﴾ (اگر تم آپس میں کسی مسئلے پر جھگڑو یا تنازع ہو جائے تمہارا یا اختلاف ہو جائے تو اس کو واپس کرو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ پر ایمان لے کر آئے ہو اور یوم آخرت پر ایمان لے کر آئے ہو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے) (النساء:59)۔

3- قرآن اور حدیث کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین اور سلف صالحین کا طریقہ اپنایا جائے بلکہ ان کا طریقہ سب سے افضل طریقہ ہے کیونکہ انہوں نے براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم حاصل کیا قرآن اور حدیث کو سمجھا اور تابعین یا صحابہ کرام سے براہ راست علم حاصل کیا اور اُن کے جانشین اور شاگردوں نے تبع التابعین سے اور اس طریقے سے آج کے دور تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

تو سلف صالحین کا راستہ جو ہے یہ سب سے بہترین راستہ ہے اس کی دلیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ النساء آیت نمبر 115 میں:
﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ١١٥﴾ (اور جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے اس کے بعد کہ اسے ہدایت کا راستہ دکھادیا گیا ہو اور مومنوں کے راستے کے راستے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے تو ہم اُسے اُس راستے کے حوالے کردیں گے)؛ اور آخر میں: ﴿وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾ (اُسے جہنم کا مزا چکھائیں گے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے) (النساء:115)۔

اور ترمذی اور مسند احمد کی روایت میں مشہور حدیث ہے تہتّر فرقے کی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہودی اکہتّر فرقے میں بٹے، عیسائی بہتّر فرقوں میں، اور میری امت تہتّر فرقوں میں بٹے گی، سارے کے سارے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک گروہ کے؛ صحابہ کرام نے عرض کی کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون سا گروہ ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک روایت میں ترمذی کی روایت میں آیا ہے "هُم الجماعة" (وہ جماعت ہے)؛ اور مسند احمد کی روایت میں آیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "هُم عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ اليوم وأصحابي" (یہ وہ گروہ ہے جو میرے راستے پر اور میرے صحابہ کرام کے راستے پر چلتا ہے)۔

4- دین اسلام کامل ہے اس میں زیادتی کی گنجائش نہیں اس کی دلیل سورۃ المائدۃ آیت نمبر 3 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت کو تمام کردیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو بطور دین اختیار کیا اور اس پر راضی ہوگیا) (المائدۃ:3)۔

اور یہ دین کا مکمل ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہی یہ دین مکمل ہوچکا تھا۔

5- اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت خود کی ہے اس کی دلیل میں سورۃ الحجر آیت نمبر 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝﴾ (الحجر:9)۔

اور ذکر کا مطلب یاد رکھیں ذکر کا مطلب ہے وحی یعنی قرآن اور حدیث؛ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت خود کی اور حدیث کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے مرد پیدا کیے جنہوں نے اپنی زندگی گزار دی حدیث کی حفاظت کے لیے، آج بھی صحیح حدیث موجود ہے اور ضعیف حدیث بھی موجود ہے یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ وہ صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں اور بعض لوگ اس توفیق سے پیچھے رہ گئے اور وہ صحیح اور ضعیف حدیثوں میں فرق نہیں جانتے۔

6-اس دین کے اندر ہر چیز کا علم موجود ہے، اس کی دلیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ النحل آیت نمبر 89 میں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (قرآن مجید کو ہم نے نازل کیا ہے اس میں ہر چیز کو بیان کر دیا گیا ہے) (النحل:89)۔

7-اسی دین میں ہی دنیا اور آخرت کی کامیابی موجود ہے اس کی دلیل میں سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝٣﴾

(العصر:1-3)۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ" (جس کی اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے)۔

8-اپنی مخلوق میں سب سے افضل اور بہترین لوگوں کو چنا اور اُن کے ذمے اس دین کو پہنچانے کا حکم دے دیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ﴾ (ص:47)۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ﴾ (المائدۃ:67)۔

9-نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دین کو اپنی امت تک بہترین طریقے سے پہنچا دیا، مسند احمد اور بیہقی کی روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً"۔

10-کوئی ایسا خیر نہیں جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت سے چھپایا ہو اور کوئی ایسا شَر نہیں جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو آگاہ نہ کیا ہو، اس کی دلیل میں صحیح مسلم کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی پر فرض کر دیا کہ وہ اپنی امت کو ہر خیر کی خبر دے اور ہر شَر سے آگاہ کرے۔

11-اتنا ہی نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کے متعلق ہر چیز کو سمجھا دیا چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر بڑی سے بڑی چیز تک حتی کے بیت الخلاء اور قضائے حاجت کے آداب بھی بیان کر دیئے گئے ہیں، حتی کے یہودی صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم اجمعین سے جب ملتے تو یوں کہتے کہ تمہارا نبی بڑا عجیب نبی ہے کہ تمہیں بیت الخلاء میں جانے کے آداب بھی اور قضائے حاجت کے آداب بھی سمجھا دیئے؟!

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پاگئے اور کوئی ایسا پرندہ نہیں آسمان پر جو اپنے پروں کو ہلاتا ہو مگر انہوں نے اس میں سے ہمیں کوئی نہ کوئی علم ضرور سکھایا ہے (یعنی دین کی چھوٹی سے چھوٹی بات سے لے کر بڑی سے بڑی بات تک)۔

بعض لوگوں نے اس روایت کو سمجھا ہے "کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس علم غیب مطلق ہے کہ پرندے جب پَر ہلاتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کو علم ہے کہ کون سا پرندہ کس وقت کہاں پَر ہلارہا ہے"۔

یہ کون جانتا ہے؟ ایک ہی ذات جانتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہے، پوری دنیا میں پوری کائنات میں جتنے پرندے موجود ہیں جو پَر ہلارہے ہیں کون سا پرندہ کس جگہ پر کیسے پَر ہلارہا ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

تو اس روایت کا مطلب کیا ہے؟ اس روایت کا مطلب یہ ہے میرے بھائی! جیسا کہ اس کے سیاق اور سباق سے واضح ہے اور یہ بھی قاعدہ ہے فقہاء کا: ''السياق من المقيدات'': کہ سیاق جو ہے یہ قید ہے سیاق سے قید لگ جاتی ہے اُن الفاظوں کو جو آپ بیان کر رہے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق صحابی کا یہ فرمان کہ کوئی بھی ایسا علم نہیں یا کوئی بھی پرندہ نہیں جو پَر ہلارہا ہو اِلا یہ کہ اس کے متعلق ہمیں علم دیا ہو؛ یعنی کوئی بھی ایسا دین کا مسئلہ نہیں جو ہمیں بیان نہ کیا ہو ورنہ پرندے کے پَر ہلانے کا علم کیا آپ لینا چاہتے ہیں؟! بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ پرندے کے اُڑنے کی جو فزکس ہے وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کہ پرندہ کیسے اڑتا ہے، ہوا کا پریشر کہاں پر ہوتا ہے، کیسے پَر ہلاتا ہے کیسے پَر کھولتا ہے، حرکت کیسے برابر ہوتی ہے، ایک سیکنڈ میں کتنی مرتبہ وہ اپنا پَر ہلاتا ہے۔ یہ جو باتیں ہیں یہ بے بنیاد باتیں ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب ضرور جانتے ہیں جو اس کا انکار کرتا ہے دائرۂ اسلام سے خارج ہے مسلمان ہی نہیں ہے وہ لیکن کون سا علم غیب؟ وہ جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کون سا علم غیب عطا کیا ہے؟ جس کی دلیل موجود ہے۔

پھر وہی بات ذاتی عطائی کی آتی ہے!

تو میرے بھائی! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اس کی دلیل موجود ہے؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کے متعلق خبر دی ہمیں جنت علم غیب میں سے ہے۔

آپ کو کیا پتہ کہ جنت میں حوریں ہیں؟ آپ کو کیا پتہ کہ جنت میں موتی کے خیمے ہیں؟ تو کہاں سے علم ہوا؟ یہ وہ علم غیب ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا وحی کے ذریعے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت تک پہنچا دیا، لیکن یہ کہنا "کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری کائنات کو ایسے دیکھتے ہیں جیسے کہ کوئی شخص اپنی ہتھیلی کے اوپر سب کچھ دیکھ رہا ہے": یہ عقیدہ رکھنا یہ ظلم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی گستاخی ہے! تو اس لیے اس روایت سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے اس روایت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ اس روایت کو یعنی دلیل بھی بنادیں تب بھی دلیل نہیں بنتی کیونکہ یہ موقوف ہے اور موقوف روایت صحابی کا قول ہے صحابی کا قول حدیث نہیں ہوتی اور اس میں سے آپ کیسے عقیدے کے بنیادی مسائل نکال لیتے ہیں؟! علم غیب کا مسئلہ عقیدے کا مسئلہ ہے تو تب بھی آپ کی بات بے بنیاد ہے۔

12-اس دین کی حدیں بھی اللہ تعالیٰ نے واضح بیان کر دی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هذا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ": متفق علیہ: صحیح بخاری، مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے ہمارے دین میں نئی چیز ایجاد کی وہ شخص بھی مردود ہے اس کا وہ عمل بھی مردود ہے۔

13-دین میں ہر نئی چیز ایجاد کرنے کو بدعت کہا جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "فإنَّ كلَّ محدثةٍ بدعةٌ، وكلَّ بدعةٍ ضلالةٌ ، وكلَّ ضلالةٍ في النارِ": ترمذی کی روایت میں صحیح سند کے ساتھ۔

14-اس دین کی طرف دعوت دینے کا حکم بھی دیا اور جس نے بھی اس میں رکاوٹ پیدا کی اس کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا اپنی استطاعت کے مطابق؛ صحیح بخاری، مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعے پر فرمایا: "فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ" (جو حاضر ہے (شاہد ہے موجود ہے) اُن لوگوں تک اس بات کو پہنچادے جو موجود نہیں جو غائب ہیں)۔

تو یہ چند اہم بنیادی باتیں تھیں؛ اب آتے ہیں جو خاص اصول ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے متعلق:

1-"أن لا يشد الرحال اليه" (کہ قبر کے لیے سفر کی نیت سے سفر نہ کریں یہ جائز نہیں ہے): پہلا اصل ہے یہ اور اس کی دلیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلاَّ إِلَى ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى": یہ بخاری کی روایت ہے۔

اور مسلم کی روایت میں: "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هَذَا ، وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى"۔

بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے، دیکھیں جو لوگ بدعت کرتے ہیں یہ سارے بُرے نہیں ہیں، یہ مطلب نہیں ہے کہ بدعت کرنے والا بُرا نہیں ہے، بدعت کرنے والا تو بُرا ہے لیکن جو بدعت کرتے ہیں جس بنیاد پر بدعت وہ کرتے ہیں جس وجہ سے وہ کرتے ہیں اکثر اوقات غلط فہمی کی بنیاد پر ہی کرتے ہیں۔

تو یہاں سے بھی غلط فہمی لگی ہے بعض لوگوں کو غلط فہمی یہ ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لَا يَنْبَغِي لِلْمَطِيِّ أَنْ تُشَدَّ رِحَالُهُ إِلَى مَسْجِدٍ يُبْتَغَى فِيهِ الصَّلَاةُ" (کہ نہیں چاہیے اس شخص کو جو سفر کی نیت سے کسی مسجد کی طرف جاتا ہے اِلّا یہ کہ وہ تین مساجد کے لیے جائے مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ)۔

یہ روایت جو ہے اسی روایت میں ایک راوی ہے شہر بن حوشب اور انہوں نے اکیلے نے اس روایت کو بیان کیا منفرد (یعنی اس شخص نے بیان کیا اس روایت کو) اور اس شخص کے متعلق امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "كثير الأوهام": بہت زیادہ وہم کرتا ہے یعنی ضعیف ہے۔

اور اگر کوئی راوی ضعیف منفرد ہو جائے تو روایت ضعیف ہو جاتی ہے پہلی بات یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جنھوں نے کہا مخالفین جو کہتے ہیں کہ سفر کی نیت سے آپ قبر کی زیارت کر سکتے ہو انہوں نے اس روایت کو دلیل لیا۔ کون سی روایت؟ کہ نہیں چاہیے سفر کرنے والے کو جو سفر کی نیت سے کسی مسجد کی طرف جاتا ہے اِلّا تین مساجد کے لیے؛ تو یہاں پر ایک "لَا يَنْبَغِي" کا لفظ ہے، اور دوسرا "مَسْجِدٍ" کا لفظ ہے، تو "لَا يَنْبَغِي" انہوں نے لیا کہ لفظ "لَا يَنْبَغِي" ہے یعنی نہیں کرنا چاہیے، اور نہیں کرنا چاہیے میں جزم نہیں ہے، تو جب جزم نہیں ہے تو حرام نہیں ہے، اور دوسرا لفظ مسجد کا ہے یعنی مسجد میں اگر دنیا کی کسی مسجد کی طرف جانا ہے تب تو آپ سفر کی نیت سے نہیں جا سکتے اور قبر مسجد تو نہیں ہے (ہم قبر کی طرف جاتے ہیں قبر مسجد تو نہیں ہے)۔ تو یہ یہاں پر غلط فہمی ہوئی؛ پہلی بات تو یہ ہے کہ روایت ضعیف ہے جو صحیح روایت ہے وہ کون سی ہے؟ صحیح بخاری، مسلم کی "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هَذَا ، وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى": یہ صحیح اور محفوظ روایت ہے، اور یہ روایت ضعیف بھی ہے اور شاذ بھی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ "لَا يَنْبَغِي" کا لفظ حرمت کے لیے نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "إنَّ الصدقة لا تنبغي لآل محمدٍ"

(صدقہ جو ہے وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نہیں ہے)؛ تو آپ کیا کہیں گے مکروہ ہے یا جائز ہے یا حرام ہے؟ حرام ہے۔

"لَا يَنْبَغِي" کا لفظ حرمت کے لیے بھی استعمال کا گیا ہے، تو شریعت نے "لَا يَنْبَغِي" کا لفظ حرمت کے لیے بھی استعمال کیا ہے اس کی اور بھی مثالیں ہیں، بہر حال؛ تو یہ یہاں پر غلط فہمی ہوئی ہے بعض لوگوں کو بلکہ بعض لوگوں نے کتابیں لکھ ڈالی ہیں، بڑی بڑی کتابیں لکھ ڈالی ہیں! یعنی دو دو تین تین سو صفحوں کی کتابیں انہوں نے اس حدیث کو ردّ کرتے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کرنا عبادت ہے اور باعث خیر و برکت ہے۔اور صرف جائز نہیں ہے بلکہ بعض لوگوں نے کہا واجب ہے، بعض لوگوں کے اس میں وجوب کے الفاظ بھی موجود ہیں اپنی تصنیفات میں۔

2-دوسرا اصل کہ قبر کی زیارت کو عید نہ بنائیں اور اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) پہلی صورت ہے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہوں قبر کی زیارت کو جائیں جب بھی داخل ہوں قبر کی زیارت کو جائیں، پانچ وقت نمازیں ہیں پانچ وقت جاتا ہے وہاں پر مدینہ میں رہتا ہے ہر نماز کے بعد قبر کی زیارت یہ جائز نہیں ہے۔

(۲) اور دوسری صورت ہے کہ جب وہاں پر جائے تو لمبے عرصے کے لیے جائے، اب کھڑا ہے دعا مانگ رہا ہے، نہیں یہ بھی جائز نہیں ہے، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيداً" (میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا) "وَلَا تجعلوا بُيوتَكم قُبورًا" (اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنانا) "وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ" (اور تم جہاں پر بھی ہو) "فَصَلُّوا عَلَيَّ" (مجھ پر درود بھیجو) "فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي" (تو تمہاری صلاۃ مجھے پہنچائی جاتی ہے)۔

(اسے، أبو داود نے روایت کیا ہے صحیح سند کے ساتھ، علامہ البانی نے صحیح فرمایا ہے)۔

عید کا مطلب ہے عود سے یعنی جو بار بار آئے۔اور عید دو قسم کی ہے، ایک ہے عید زمانی اور ایک ہے عید مکانی: عید زمانی کا مطلب ہے کہ وہ وقت جو بار بار آتا ہے، اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دو عیدیں ہیں ایک ہے عید الاضحیٰ اور دوسری ہے عید الفطر ہے؛ عید الاضحیٰ دس ذوالحجہ کو، اور عید الفطر ہے یکم شوال کو۔

اور عید بھی یاد رکھیں دین کا حصہ ہے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ عید کہاں سے دین کا حصہ ہے عید تو خوشی کا دن ہے؟!

عید کا تعلق کس سے ہے دنیا سے ہے یا دین سے ہے؟ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ عید کا تعلق دنیا سے ہے اس لیے آپ کے لیے جائز ہے جیسا بھی کریں، آپ سال میں تین عیدیں منائیں چار عیدیں منائیں دس عیدیں منائیں، اصل خوشی کا موقع ہے خوشیاں منائیں۔دین کیا خوشی سے روکتا ہے؟! دین خوشی سے نہیں روکتا لیکن دین اُس خوشی سے ضرور روکتا ہے جس کا تعلق دین سے ہو اور اس کی اجازت نہ ہو۔

تو آیئے دیکھتے ہیں عید دین کا حصہ ہے کہ نہیں؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ عید جو ہے وہ شریعت کے اسرار میں شامل ہے اور دین کا حصہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سورۃ الحج آیت نمبر 67 میں:

﴿لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ﴾ (ہر امت کے لیے ہم نے ایک منسک بنایا ہے جس پر وہ اپنی زندگی گزارتے ہیں)۔

اور منسک کا لفظ عام طور پر دو مطلب ہیں منسک کے، ایک ہے عبادت اور دوسرا ہے قربانی؛ اور یہاں پر مقصد ہے عبادت اور عید بھی منسک ہے۔

ہر قوم اپنی اپنی عید کرتی تھی، جتنے بھی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام آئے اُن کی قومیں عید کرتی تھیں عید زمانی جو ہے، خوش ہوتے تھے تو یہ عید بھی دین کا حصہ تھا ان کے لیے لیکن شریعت نے صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں پہنچے تو دیکھا کہ سال کے دو دنوں میں لوگ جو ہیں وہ خوشی مناتے ہیں کھیلتے اور کودتے ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے پوچھا یہ تم کیا کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا بھئ ہم سال میں دو دن یوں کھیلتے ہیں خوشی مناتے ہیں؛ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دو دنوں کے بدلے دو دن عطا کیے وہی تمہارے لیے کافی ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ اس کے بعد کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ انہوں نے ان دونوں دنوں کے بعد کسی بھی دن میں عید منائی ہو۔

اگر یہ جائز ہوتا اور دین کا حصہ نہ ہوتا اور خوشیاں منانا ہی مقصد ہوتا تو دو بہتر تھیں یا چار بہتر تھیں کیا خیال ہے؟! تو چار بہتر تھیں دو آپ لوگوں کی طرف سے تھیں اور دو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں منع کیوں فرماتے اُن کو؟! اُن کو منع فرمایا اور ان دو دنوں سے روک دیا اور ان دونوں کے بدلے میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحفے کے طور پر امت کو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔

تو یاد رکھیں عید جو ہے یہ دین کا حصہ ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے طریقے سے عیدیں گھڑتا رہے اور خوشیاں مناتا رہے۔

یہ مدرز ڈے (Mother's Day) ہے یہ فادرز ڈے (Father's Day) ہے یہ لیبر ڈے (Labor Day) ہے یہ سارے جائز نہیں ہیں کیوں؟ کیونکہ جمع ہونا ہے۔

عید مکانی کیا ہے؟ کہ ایک جگہ پر ایک وقت میں جمع ہوں کسی جگہ کو اختیار کر کے وہاں پر جمع ہو جائیں یہ بھی شرعاً جائز نہیں ہے اسے عید مکانی کہتے ہیں، اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا یعنی بار بار میری قبر کی طرف آکر جمع نہ ہونا

خاص متعین وقت میں؛ ہاں جب بھی جانا چاہیں جائیں لیکن ایک خاص متعین وقت ہے اسی میں سارے لوگ جائیں جمع ہو جائیں اسی کو تو عید کہتے ہیں؛ اپنی زبان میں ہم کہتے ہیں میلہ۔

پاکستان میں عرس اور میلے ہوتے ہیں یہی تو عید ہے اسی کو تو کہتے ہیں عربی میں اور کسے کہتے ہیں؟! یہ عید مکانی ہے، میلہ جسے ہم ترجمہ کرتے ہیں وہ عید مکانی ہے اور عام عید وہ عید زمانی ہے۔

تو یہ جو میلے ہیں یہ بھی عید میں شامل ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے یہ جائز نہیں ہے۔

3- تیسرا اصل، قبر کی طرف رُخ کر کے دعا کرنا جائز نہیں ہے اگر دعا کرنی ہے اللہ تعالیٰ سے تو رُخ قبلے کی طرف کرنا چاہیے قبر کی طرف نہیں کرنا چاہیے، اور اس کی دلیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "اَلدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ" (دعا ہی عبادت ہے)۔ اور جب ہم عبادت کرتے ہیں تو عبادت کے لیے عابد کا دل معبود کی طرف ہونا چاہیے، اس کا خضوع اس کا خشوع، اس کا سر جھکا ہوا اس کا دل معبود کی طرف ہونا چاہیے؛ جب آپ قبر کی زیارت کو جاتے ہیں اور دعا اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں آپ کا رُخ ہوتا ہے قبر کی طرف تو یہ جائز نہیں ہے۔

دیکھیں درود اور سلام پڑھنا اور بات ہے یہ ذکر ہے، ہم بات کر رہے ہیں دعا کی، دعا طلب کی جب آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور کچھ مانگتے ہیں، درود و سلام کے لیے تو آپ قبر کی طرف رُخ کریں اور آج میں بتاؤں گا کہ صرف آپ نے کہنا ہے: "السَّلامُ عَلَيْكَ يا رَسُولَ اللهِ (صلى الله عليه وسلم)"۔

بعض لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، یا حبیب اللہ، یا نبی اللہ، یا خیر خلق، آخر تک؛ نہیں میرے بھائی!

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کو جاتے، صرف تین الفاظ پڑھتے بس، "السَّلامُ عَلَيْكَ يا رَسُولَ اللهِ ، السَّلامُ عَلَيْكَ يا أبا بكر، السَّلامُ عَلَيْكَ يا أبي "، بس چلے جاتے۔ صحابہ کرام اس طریقے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کرتے اور ہمیں بھی یہی طریقہ اپنانا چاہیے کیونکہ اگر جو بنیادی اصول ابھی ہم نے بیان کیے تھے جو عام اصول ہے سب سے بہترین طریقہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے اس پر ہمارا اتفاق ہے الحمد للہ۔

جو چودہ اصول میں نے بیان کیے ہیں اس پر امت کا اتفاق ہے الحمد للہ، تو جس پر ہمارا اتفاق ہے اسی کی طرف چلتے ہیں، جب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہی صحابی تھے کہ اس طریقے سے مسجد نبوی میں جب قبر کی زیارت کو جاتے تو یوں کہتے: "السَّلامُ عَلَيْكَ يا رَسُولَ اللهِ ، السَّلامُ عَلَيْكَ يا أبا بكر، السَّلامُ عَلَيْكَ يا عُمر"، اور اکثر صحابہ جب مسجد نبوی میں جاتے تو جہاں پر بیٹھے ہوتے وہیں سے ہی درود پڑھتے قبر کی طرف نہ جاتے، اکثر صحابہ کا یہ عمل تھا۔

بعض صحابہ جاتے اکثر صحابہ نہ جاتے کیوں؟اسی روایت پر عمل کرتے ہوئے:"لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيداً"تاکہ ان سے یہ غلطی نہ ہو اور آنے والے لوگ اس غلطی میں نہ مبتلا ہو جائیں کہ صحابہ کرام کیونکہ جاتے تھے اور وہاں پر لمبی دیر کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے تو یہ سنت بن گئی ہمارے لیے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"وهو المذهب الأئمة الأربعة"(چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے)؛دیکھیں چاروں:

"أبي حنيفة، ومالك، والشافعي، واحمد وغيرهم من الأئمة الإسلام أن رجُل إذا سَلَّمَ علي نبي صلي الله عليه وسلم وأراد أن يدعوَ لنفسِه، فإنَّه يستقبِلُ القبلةَ ":کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیات کو جاتا ہے یا زیارت کرتا ہے اور درود پڑھ لیتا ہے اور اس کے بعد پھر وہ کوئی دعا کرنا چاہتا ہے اپنے لیے وہ اپنا رُخ قبلے کی طرف کر لے،چاروں اماموں کا اس میں اتفاق ہے۔

(یہ انہوں نے القاعدۃ جلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ، صفحہ نمبر 125 میں بیان کیا ہے)۔

بعض احناف ساتھی یہاں پر ناراض ہوں گے شاید وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو یہ نہیں مانتے۔

بھئی آپ لوگوں کی اپنی کتاب "المهند على المفند عقائد علماء ديوبند"میں آپ وہاں پر جائیں اور وہاں پر یہ مسئلہ بھی موجود ہے،اور خلیل احمد سہارنپوری صاحب نے جب یہ کتاب لکھی یا چھبیس(26) سوالوں کے جواب دیئے تو وہاں پر انہوں نے لکھا ہے کہ دونوں طریقے ہمارے یہاں جائز ہیں،امام صاحب سے دونوں طریقے ثابت ہیں کہ دعا کے لیے قبر کی طرف رُخ بھی کرنا ہے اور قبلے کی طرف رُخ بھی کرنا ہے لیکن ہمارے یہاں جو زیادہ بہتر ہے وہ قبر کی طرف رُخ کرنا ہے؛اور ایک یہ روایت بیان کر دی ہے کہ امام ابو حنیفہ سیدنا عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔

مجھے یہ بتائیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر جن کی روایت امام ابو حنیفہ بیان کرتے ہیں(اِدھر ہی رُک جاتے ہیں آگے روایت کو چھوڑیں آپ)سیدنا عبداللہ بن عمر اور امام ابو حنیفہ کی آپس میں ملاقات ہے؟نہیں ملاقات۔

امام ابو حنیفہ کی پیدائش سن 80 ہجری میں،سیدنا عبداللہ بن عمر کی وفات سن 73 ہجری میں بیچ میں سات(7) سال کا فرق ہے؛ یعنی سیدنا عبداللہ بن عمر وفات پا چکے ان کے سات(7) سال کے بعد امام ابو حنیفہ جو ہیں وہ پیدا ہوئے تو کہاں سے سُنا انہوں نے؟!

تو آپ کا یہ کہنا کہ دونوں طریقے درست ہیں،جو قبر کا رُخ کر کے آپ بہتر سمجھتے ہیں وہ روایت منقطع ہے وہ روایت ضعیف ہے اس لیے آپ ہی کی کتاب سے یہ ثابت ہے کہ جو دوسری بات ہے وہ زیادہ صحیح ہے اور امام صاحب سے بھی وہی بات ثابت ہے (امام ابو حنیفہ سے وہی بات ثابت ہے)کہ جب دعا کرنی ہے تو قبر کی طرف نہیں بلکہ قبلے کی طرف رُخ کر کے دعا کرنی ہے۔

4- زیارت کرنے والا اس عقیدے سے زیارت نہ کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کو دیکھ رہے ہیں۔

بعض لوگ جاتے ہیں دروازے سے داخل ہوتے ہیں سر جھکا کر ایسے اور ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ رہے ہیں اور جس طریقے سے ہم جارہے ہیں جہاں جہاں ہم قدم رکھ رہے ہیں سب دیکھ رہے ہیں!

اوراس کی دلیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝٣٠﴾ (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ بھی مر جاؤ گے اور یہ لوگ بھی مر جائیں گے (سب وفات پاجائیں گے))۔

اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور واقعہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جب منبر پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا" کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے کبھی مرتا نہیں ہے"؛ یہاں پر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق ہو گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے چل بسے وفات پا چکے دنیا سے اُن کا تعلق منقطع ہو گیا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں کون سی زندگی میں زندہ ہیں؟ برزخی زندگی میں، اور برزخی زندگی دوسری دنیا ہے جس کا تعلق دنیا سے نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے برزخی زندگی کا تعلق جو ہے وہ اس دنیا سے ختم کر دیا ہے۔

برزخ کہتے ہیں دیورا کو، برزخ جو ہے وہ دنیا اور آخرت کی زندگی کے بیچ میں دیوار ہے اور دنیا اور برزخی زندگی میں آپس میں کوئی لنک (Link) نہیں ہے اِلا یہ کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ یہاں پر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا ہے ایک تو انسان جب مر جاتا ہے قدموں کی آواز سنتا ہے، جب ہم جاتے ہیں دفن کر کے۔ یہ کس نے بتایا ہے؟ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ورنہ ہم کبھی جرأت نہ کرتے۔ کیوں؟ کیونکہ یہ علم غیب ہے ہمیں کیا پتہ کہ قبر میں کیا ہو رہا ہے ورنہ قبر کھود کر آپ دیکھیں کیا آپ کو نظر آئے گا کہ وہ مردہ بیٹھا ہے اُس سے سوال کیا جارہا ہے؟! نظر کیوں نہیں آتا؟ کیونکہ برزخی زندگی ہے ہی غیب۔ یہ علم غیب ہے تو علم غیب کے لیے ضروری ہے وحی ہو اور وحی کا دروازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بند ہو چکا ہے اس پر امت کا اتفاق ہے۔

میت کو فائدہ ہوتا ہے صدقۂ جاریہ سے یہ ہم نے کہاں سے لیا؟

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے؛ اگر یہ روایت نہ ہوتی تو آج صدقۂ جاریہ کوئی دیتا نہیں کسی مردہ کے لیے۔

تو عالم برزخ میں مکمل غیب کا عالم ہے۔

اُس میں سے ہم صرف وہ جانتے ہیں جس کا پردہ اللہ تعالیٰ نے اُٹھایا ہے اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی ہے اللہ تعالیٰ نے۔

یہاں پر بھی بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ کہتے ہیں "کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں وہ دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں"۔اس کی دلیل میں وقت بہت کم ہے میں صرف ایک دلیل بیان کر دیتا ہوں، وہ کہتے ہیں: "کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسراء اور معراج کے سفر پر گئے تو انہوں نے دیکھا سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں سُرخ ٹیلے کے قریب میں"۔ صحیح بخاری کی روایت ہے صحیح روایت ہے کوئی شک نہیں ہے اور یہ دلیل ہے کہ انبیاء جو ہیں وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں میری گزارش یہ ہے کہ روایت صحیح ہے لیکن کیا آپ کا استدلال اس روایت سے صحیح ہے؟! کیا یہ روایت آپ کی دلیل بنتی ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں وہ کھاتے پیتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں؟! اب دیکھیں بات کہاں پر ہے اور کہاں تک پہنچ گئی ہے!

اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں، پھر جب امامت کی بیت المقدس میں سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پیچھے مقتدی تھے پھر جب چھٹے آسمان پر گئے کس سے ملاقات ہوئی ہے؟ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے۔ دنیا میں کتنے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام گزر چکے ہیں؟ ایک۔ اور یہاں پر کتنے ہیں؟ تین۔ایک قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک پیچھے مقتدی ہیں اور تیسرے جو ہیں چھٹے آسمان پر ہیں تو تین کیسے ہیں؟

اگر آپ تولتے ہیں دینا کے ترازو پر تو آپ کو تین نظر آئیں گے، اگر آپ تولتے ہیں برزخ کے ترازو پر تو صرف ایک ہی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہیں یادرکھیں۔

اب اس فرق کو ذرا سمجھیں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں کہتا ہوں کہ تین موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہیں!

تین نہیں ہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام صرف ایک ہی ہیں لیکن اگر آپ برزخ کی زندگی کو دنیاوی زندگی پر قیاس کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ وہ دنیاوی زندگی میں ہیں اور دلیل میں برزخی زندگی بیان کرتے ہیں تب یہاں پر آپ نے ناانصافی کی ہے، اگر تولتے ہیں تو مکمل تولیں نا!

اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہیں بلکہ سارے کے سارے انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں دنیاوی زندگی میں؛ کیوں؟ کیونکہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اپنی قبر میں جو ہیں نماز پڑھ رہے ہیں اور نماز کون پڑھتا ہے مردہ پڑھتے ہیں زندہ پڑھتے ہیں؟! وہ کہتے ہیں کہ نماز زندہ ہی پڑھتے ہیں۔

تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ اس کو دلیل بناتے ہیں تو پھر آپ کا جو کلیہ ہے وہ گڑ بڑ ہو گیا ہے یہاں پر کیونکہ تین موسیٰ آپ کو ثابت کرنا پڑیں گے، یا اگر دنیا کے ترازو میں نہیں تولتے تو پھر اس کو برزخ کے ترازو میں تولو اور برزخ میں تین ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو سکتے؟ ایک شخص تین جگہ پر ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا؟ ہو سکتا ہے میرے بھائی! کیونکہ برزخی زندگی دنیا کی زندگی سے ہٹ کر ہے۔

کوئی مثال دے سکتا ہے؟ آخرت کی زندگی میں دیکھیں اب یہ دیوار ہے سامنے اس کے پیچھے کچھ مجھے نظر آ سکتا ہے؟ کوئی بتا سکتا ہے کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے؟ کون سی گاڑی جا رہی ہے کون سی گاڑی اِس طرف ہے کون سی گاڑی اُس طرف ہے؟ جنت میں جنتی جو ہے وہ کئی ہزار میل تک اپنی پراپرٹی دیکھے گا دیکھتا رہے گا، بیٹھا اپنے خیمے میں ہے اُس کے پار دیکھے گا وہ، جو اُس خیمے کے باہر ہے جو جہاں تک اس کی پراپرٹی ہے جنتی بھی ہے وہ ایک نظر سے سب کچھ دیکھ لے گا؛ وہ آخرت کی زندگی ہے وہ برزخ کی زندگی ہے اور یہ دنیا کی زندگی ہے۔

اور میرے بھائی! دنیا کی زندگی آخرت پر یا برزخ پر قیاس کرنا یہ باطل ہے آپ لوگ تو ویسے ہی قیاس کرتے رہتے ہو اور آپ یہ بھی جانتے ہو کہ قیاسِ فاسد بھی ہے اور قیاسِ حق بھی ہے! تو آپ لوگوں نے جو دنیاوی زندگی پر قیاس کیا ہے یہ بالکل باطل ہے! ترازو ایک رکھو دو ترازو کیوں ہیں آپ لوگوں کے؟ دنیا کا ترازو دنیا پر تولتے ہو اگر دنیاوی زندگی ہے تو دنیا کا ترازو استعمال کرو؛ ہم کہتے ہیں کہ برزخی زندگی میں برزخ کا ترازو استعمال کرتے ہیں اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام تین جگہ پر موجود ہو سکتے ہیں کیونکہ ترازو برزخ کا ہے اور برزخ کا علم غیب میں ہے ہم نہیں جانتے، لیکن دنیا میں ایک وقت ایک جگہ پر ایک انسان رہ سکتا ہے، ہاں! جِن جو ہیں شیطان جو ہیں وہ انسان کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔

میں یہاں پر بیٹھا ہوں کوئی شخص یہ آ کر کہے کہ کل ڈاکٹر صاحب کو ہم نے دَس جگہ پر دیکھا درس دے رہا تھا؛ نہیں بھئی میں تو ایک جگہ پر بیٹھا ہوں باقی سارے شیطان ہوں گے۔ جِن جو ہیں انسان کی صورت اختیار کرتے ہیں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ کرامت تھی ڈاکٹر صاحب کی کہ ایک وقت میں دَس جگہ پر درس دے رہا تھا! نہیں میرے بھائی! یہ کرامت نہیں ہے یہ شیطان کا کام ہے کیونکہ دنیاوی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے جسم میں محدود رکھا ہے کیونکہ انسان مٹی سے بنا ہے اور مٹی محدود ہے، لیکن جو جِن ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ﴿مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ نَّارٍ﴾ آگ کی سیک سے (الرحمٰن:15)؛ آگ کا سیک نظر نہیں آتا اور آگ کے سیک کی کوئی خاص بناوٹی شکل نہیں ہے اگرچہ ان کی خاص شکلیں ہیں لیکن ان کے لیے آسان ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خلقت ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی اجازت سے ہی وہ شکلیں تبدیل کرتے رہتے ہیں۔

5-اس عقیدے سے قبر کی زیارت نہ کرے کہ قبر مبارک ہے یا جو جالی ہے یا جو دیوار ہے قبر کے ارد گرد وہ مبارک ہے یا مسجد نبوی کی دیواریں مبارک ہیں، دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے (سمجھیں اس مسئلے کو ذرا) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک ہے اور جو مٹی جسم کو لگ رہی ہے وہ بھی مبارک ہے؛ لیکن کیسی مبارک ہے کیا اس مٹی کو اٹھا کر آپ شفاء کے لیے استعمال کریں اس کو برکت سمجھتے ہیں؟ اس طریقے کی مبارک نہیں ہے۔

برکت کے متعلق جو اہم بات ہے وہ یاد رکھیں:

(۱) برکت بغیر دلیل شرعی کے ثابت نہیں ہو سکتی۔

برکت کا مطلب کیا ہے؟ خیر کا زیادہ ہونا اور اس زیادہ خیر کا برقرار رہنا اسے برکت کہتے ہیں (خیر کا زیادہ ہونا اور لمبے وقت تک اس کا برقرار رہنا)۔

بغیر دلیل شرعی کے برکت ثابت نہیں ہو سکتی اس کی دلیل کیا ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ﴾ (کیا ان کے کوئی شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے ایسی شریعت نازل کی جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی) (الشوریٰ:21)۔

اگر اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ثابت نہیں کیا کہ قبر مبارک ہے تو کسی کے لیے جائز نہیں وہ یہ کہے کہ قبر مبارک ہے، پہلی بات یہ ہے۔

اگر کسی چیز میں برکت ثابت ہو جائے: زمزم پانی مبارک ہے کہ نہیں؟ عجوہ کھجور مبارک ہے کہ نہیں؟ شہد مبارک ہے کہ نہیں؟ ہاں تو کہہ رہے ہیں دلیل کیا ہے؟

زمزم کا پانی مبارک ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ'': زمزم کا پانی کس کے لیے ہے؟ جس چیز کے لیے پیا جائے جس نیت سے پیئں وہ اس کے لیے ہے ان شاء اللہ خیر کی نیت سے۔

اور شہد کے متعلق؛ ﴿شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شہد میں شفاء ہے (النحل:69)؛ اور شفاء خیر ہے اور برکت ہے۔

عجوہ کی کھجور کے متعلق؛ جس شخص نے سات عجوہ کھجور کے دانے کھائے صبح تو جادو اس پر اثر نہیں کرتا یہ خیر ہے کہ نہیں؟ خیر ہے؛ زیتون میں برکت ہے۔

(۲) اگر دلیل ثابت ہو جائے دوسری بنیادی بات برکت کے مطابق یہ ہے کہ طریقہ بھی شرعی ہونا چاہیے (برکت حاصل کرنے کا طریقہ بھی شرعی ہونا چاہیے)۔

یعنی پہلی بنیاد یہ ہے تبرک کے تعلق سے: (۱) دلیل ہونی چاہیے کہ اس چیز میں برکت ہے۔ (۲) طریقہ بھی مشروع ہونا چاہیے، یعنی طریقے کی بھی دلیل ہونی چاہیے۔

(۳) برکت جو ہے وہ بعض جگہوں میں برکت ہے، بعض اوقات میں برکت ہے، بعض چیزوں میں برکت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہے، اور بعض صورتوں میں برکت ہے حالات میں برکت ہے۔

مبارک جگہ مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ مبارک جگہیں ہیں، ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے مسجد حرام میں، ہزار کے برابر ہے مسجد نبوی میں، اور پانچ سو کے برابر مسجد اقصیٰ میں۔

مبارک وقت کون سا ہے؟ ماہ رمضان، لیلۃ القدر، حج کے پہلے دس دن، عرفات کا دن، نحر کا دن، یہ سارے کے سارے مبارک اوقات اور جگہیں ہیں۔

برکت کی چیزیں: زمزم کا پانی ہے عجوہ کھجور ہے، حبہ سوداء ہے اور شہد وغیرہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین سے ثابت ہے کہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک رکھتی تھیں ایک پیالے میں اور کوئی مریض ہوتا تو پانی ڈال کر اسے پلاتیں تو اللہ تعالیٰ مریض کو شفاء عطا فرمادیتے تھے، یہ دلیل ہے۔ بلکہ اتفاق یہ تھا کہ صحابہ کرام کے راستے پر چلنا ہے نا تو صحابہ کرام سے یہ ثابت ہے تو ہمارا بھی ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہے الحمد للہ۔

لیکن کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرے پاس بال ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آج کے دور میں! اس لیے ہم فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں مانتے بغیر سند کے تو یہ کیسے مان لیں کہ یہ بال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں؟! سند ہمیں دکھائیں کہ یہ بال کس کے پاس ہیں کیسے آئے ہیں پھر تو ہم ماننے کے لیے تیار ہیں۔

یاد رکھیں پگڑی ہے، نعلین ہے، بال ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کُرتا ہے یا جو چیز بھی آج ہمیں کہتے ہیں کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں ہم کہتے ہیں اس کی سند کیا ہے؟ پہلے یہ ثابت کریں پھر ہم ماننے کے لیے تیار ہیں اس میں برکت ہے یا نہیں ہے۔

(۴) اور آخر میں بعض حالتوں میں برکت ہوتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ'': کھاتے وقت ایک ساتھ جو کھانا کھاؤ اس میں برکت ہو گی اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتے ہیں۔ اور آج کل ایک چھوٹی سی پلیٹ ہوتی ہے مشکل سے ایک بندہ ہی کھاتا ہے اس میں! ایک زمانہ تھا بڑی پلیٹ ہوتی تھی پورا گھرانہ اس میں سے کھاتا تھا اس

میں تعلیم بھی ہوتی تھی جڑ کر اکٹھے بیٹھتے تھے محبت بھی بڑھتی تھی، اب پلیٹ میں ڈالو اور کرسی پر جا کر بیٹھو اکیلے کھاتے رہو (اللہ تعالی رحم کرے)؛ تو اکٹھا کھانے سے بھی برکت ثابت ہے۔

6-اس عقیدے سے قبر کی زیارت نہ کرے کہ قبر کی زیارت حج کے اعمال کا حصہ ہے قبر کی زیارت کے بغیر حج نہیں ہوتا، یہ غلط ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، جب کوئی دلیل ہی نہیں ہے کہ حج بغیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد نبوی کی زیارت کے بغیر یا قبر کی زیارت کے نہیں ہوتا اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

اور جو روایت بیان کرتے ہیں: "من حج ولم يزرني فقد جفاني" (جس نے حج کیا اس نے میری قبر کی زیارت نہیں کی اس نے جفاء کی)؛ یہ روایت ضعیف ہے اس میں راوی ہے عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم جو ضعیف ہے محدثین کا اتفاق ہے؛

اِن کی طرف سے دو اور بھی مشہور روایات ہیں کسی کو یاد ہیں؟

ایک روایت ہے کہ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کا سفینہ جو ہے اس نے طواف کیا کعبہ کا سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھیں؛ یہ روایت ضعیف ہے کیوں؟ اس لیے کہ اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم روای ہے جو ضعیف ہے۔ اور اس میں دیکھیں کہ پہلے کون ہیں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام یا نوح علیہ الصلاۃ والسلام؟ نوح علیہ الصلاۃ والسلام۔

جب نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں طوفان آیا کعبہ تھا اس وقت؟ مقام ابراہیم تھا؟ نہیں۔ یہ بات نہیں کر رہے کہ سفینے نے کیسے دو رکعت پڑھی ہیں ہم یہ بات کر رہے ہیں کہ یہ چیزیں ہی موجود نہ تھیں پہلے، تو اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔

اگر آپ کہتے ہیں کہ نہیں حج والی روایت ہم مانتے ہیں تو پھر آپ کو یہ روایت بھی ماننی پڑے گی کیونکہ روای ایک ہے دونوں کا، اِن دونوں میں انفراد جو ہے منفرد روای ہے عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم۔ دوسرے طریقے سے یہ روایت موجود نہیں ہے۔ جو سند اُٹھائیں گے یہ راوی موجود ہے تو اس روای کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔

اور تیسری روایت کوئی جانتا ہے اس سے زیادہ مشہور روایت ہے؟ آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے جب اللہ تعالی سے توبہ کی تو کس کو وسیلہ بنایا؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ کیا فرمایا تھا؟ کہ میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا "لا إلہ إلا اللہ محمد رسول اللہ"، تو اللہ تعالی نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا میں نے تمہیں معاف بھی کر دیا اور میں نے تمہیں پیدا ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کیا ہے۔

اس روایت میں بھی یہی راوی موجود ہے عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم اور یہ منفرد ہے جیسے میں نے بتایا ہے محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ ضعیف ہے اس لیے یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

7- ساتواں اصل ،قبر کی زیارت کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلو اور افراط سے کام نہ لیا جائے (حد سے نہ گزریں)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"لَا تُطْرُونِي كما أَطْرَتِ النَّصَارَى عيسىٰ ابْنَ مَرْيَمَ، إِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولوا: عبدُ اللهِ وَرَسُولُهُ" (مجھے حد سے زیادہ نہ بڑھانا جیسا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو حد سے بڑھادیا میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، بس یوں کہو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے اور رسول ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))۔

اس روایت میں دو یا تین بڑی پیاری پیاری باتیں ہیں : بات حد سے گزرنے کی ہورہی ہے یعنی حد سے اگر نہ گزرو تو محبت کرو (اِطراء کہتے ہیں حد سے زیادہ بڑھ کر محبت کرنا یہ اِطراء ہوتا ہے)؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا بلند ترین درجہ ہے یادرکھیں اور اس وقت تک مومن کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہ کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دین ہے ایمان ہے توحید ہے یادرکھیں لیکن اس محبت کی بھی حدیں ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی ہیں اور اس روایت میں حد کیا ہے؟

حکمت دیکھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے جب حکمت کے الفاظ نکلتے ہیں لیکن کاش اللہ تعالیٰ پوری امت کو یہ سمجھ عطا فرماتے !:"لَا تُطْرُونِي"(مجھے حد سے محبت میں نہ بڑھانا)" كما أَطْرَتِ النَّصَارَى عيسىٰ ابْنَ مَرْيَمَ"(جیسا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ سلوک کیا)۔کیا سلوک کیا؟ حد سے زیادہ محبت کرکے بڑھادیا۔

اب مجھے یہ بتائیں پہلے کہ کتنے انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام آئے ہیں کیا ان کی قوم محبت نہیں کرتی تھی اپنے نبی سے؟ صرف عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا یہاں پر ذکر کیوں ہے؟ بیٹا بنادیا۔اور؟ صرف عیسائیوں نے بیٹا بنایا ہے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو؟

عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو صرف اللہ کا بیٹا نہیں بنایا بلکہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے برابر بٹھادیا!

آج عیسائی کسے پکارتے ہیں؟ مصیبت میں کسے پکارتے ہیں خوشی میں کسے پکارتے ہیں؟ دعا کس کے لیے؟ نذر و نیاز کس کے لیے ہے؟ عبادات کس کے لیے ہیں؟ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو آگاہ کررہے ہیں کہ کہیں تم ایسا کام نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے کیا انہوں نے حد سے بڑھ کر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنا ربّ بنالیا کہیں تم سے یہ غلطی نہ ہو، میں صرف بندہ ہوں اللہ تعالیٰ کا تم بھی صرف یہی کہو "عبدُ اللهِ وَرَسُولُهُ"۔

اب کیا ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی ایسا مسلمان آج موجود ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے گزر کر یا محبت کرتے ہوئے حد سے گزر گیا اور ربّ کا درجہ دے دیا کوئی ہے نہیں ہے؟!

جو یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکل کشا ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت روا ہیں۔

"اغثني يا رسول الله"(اے رسول اللہ مصیبت میں میری مدد فرما)؛ یہ کیا ہے پکار ہے کہ نہیں؟ دعا ہے کہ نہیں؟ اسے اِطراء کہتے ہیں یا نہیں کہتے؟ اگر یہ اِطراء نہیں ہے پھر حد سے گزرنا کسے کہتے ہیں؟! نصاریٰ نے کیا کام کیا یہی کام کیا یا اور کیا؟ یہی کام کیا۔ اگر نصاریٰ نے یہ کام نہ کیا ہوتا تب ہم کہتے کہ یہ اِطراء نہیں ہے اِطراء کوئی اور چیز ہے ہم ڈھونڈیں گے بعد میں، لیکن جب ایک ہی روایت میں نصاریٰ کے عمل سے آگاہ کیا جا رہا ہے پھر ہمیں بھی آگاہ ہونا چاہیے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح الفاظوں میں ہمیں بیان کر دیا ہے کہ وہ راستہ نہ اپنانا جو نصاریٰ نے اپنایا ہے۔

تو آیئے دیکھتے ہیں چار پانچ چیزیں ہیں اس اصل میں:

(۱) پہلا اصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد اور استغاثہ نہ مانگا جائے، اس کی دلیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ۝﴾ (اے اللہ تعالیٰ! ہم صرف تیرے لیے ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہی مدد مانگتے ہیں)(الفاتحہ:4)۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِذۡ تَسۡتَغِيثُونَ رَبَّكُمۡ فَٱسۡتَجَابَ لَكُمۡ﴾ (جب تم اپنے ربّ سے استغاثہ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے استغاثہ کو سنتا ہے اور تمہاری بگڑی ہوئی بھی بنا دیتا ہے اور پوری کرتا)(الانفال:9)۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ" (جب تم مدد مانگو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو)۔

اور مسند احمد کی روایت میں صحیح سند کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ" (کہ اللہ تعالیٰ میری قبر کو وثن نہ بنانا جس کی عبادت کی جائے)۔

اور جو شخص وہاں قبر کے قریب جا کر استغاثہ کرتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو وثن بنایا کہ نہیں بنایا؟! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی اپنی امت کو اس سے آگاہ کر دیا۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مغفرت نہ طلب کریں کہ یا رسول اللہ میری مغفرت فرما میری بخشش فرما، کیونکہ مغفرت اور بخشش صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَنۡ یَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰہُ﴾(وہ کون سی ذات ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو گناہوں کی بخشش کرتی ہے)(آل عمران:135)۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاسۡتَغۡفِرُوۡہُ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ﴾(اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور توبہ کرو)(هود:61)۔

اور تیسری آیت میں فرمایا: ﴿هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ﴾(اللہ تعالیٰ ہی غفور الرحیم ہے)(الزمر:53): جب یہاں پر ﴿هُوَ﴾ کو مقدم کر دیا گیا تو جب کسی مؤخر چیز کو مقدم کر دیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں صیغۃ الحصر کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی غفور الرحیم ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ذات غفور الرحیم نہیں ہے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت طلب نہ کریں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تجھ سے شفاعت طلب کرتا ہوں، اس کی دلیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلۡ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیۡعًا﴾(شفاعت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے)(الزمر:44)۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی شفاعت کا مالک نہیں ہے تو جو جس چیز کا مالک ہوتا ہے اسی سے وہ چیز مانگی جاتی ہے؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع ضرور ہیں اللہ تعالیٰ نے شفاعت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چنا ہے اپنی امت کی شفاعت کریں گے لیکن ہمیں کیا حکم دیا ہے ہم کس سے شفاعت طلب کریں؟ اللہ تعالیٰ سے۔

تو جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت طلب کرتے ہیں یہ اُن کی غلطی ہے بدعت ہے گمراہی ہے شفاعت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وسیلہ طلب کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو وسیلہ بنانا کہ اللہ تعالیٰ نبی کے صدقے میری دعا قبول فرما، یہ بدعت ہے۔

جو پہلی تین صورتیں تھیں وہ شرک کی صورتیں ہیں کہ استغاثہ کرنا مغفرت طلب کرنا شفاعت طلب کرنا یہ جائز نہیں ہے شرک کی صورتیں ہیں، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنانا یہ بدعت ہے شرک نہیں ہے کیونکہ دعا کرنے والا یوں دعا کرتا ہے: "اَللّٰھُمَّ": اے اللہ تعالیٰ! نبی کے صدقے میری دعا قبول فرما؛ تو دعا پکار کس کے لیے ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو وسیلہ بنایا جارہا ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے جائز نہیں ہے۔

اور اس کی دلیل میں پہلی بات یہ ہے اس کی کوئی دلیل ہی نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو وسیلہ بنایا جائے بلکہ دلیل اس کے خلاف ہے اور دلیل یہ ہے صحیح بخاری کی روایت میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شدید قحط

آیا سیدنا عمر بن خطاب نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے اُن کو بلایا اور یوں فرمایا:

کہ اے اللہ تعالیٰ! جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے تو دعا کرتے اور بارش آپ عطا فرماتے، اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سے دعا کرواتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرما؛ تو سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی صحابہ کرام نے آمین کہی اللہ تعالیٰ نے بارش عطا فرمائی۔

تو اس روایت میں واضح دلیل ہے کہ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ تو استغاثہ کیا جاتا ہے وفات کے بعد، نہ اُن سے مدد طلب کی جاتی ہے، نہ اُن سے مغفرت طلب کی جاتی ہے، نہ اُن کی ذات کو وسیلہ بنایا جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں: "کہ سیدنا عباس کی ذات کو وسیلہ بنایا گیا"۔

سیدنا عباس کی ذات کو وسیلہ نہیں بنایا گیا سیدنا عباس کی دعا کو وسیلہ بنایا گیا ہے یاد رکھیں کیونکہ اگر ذات کو وسیلہ بنانا جائز ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات زیادہ بہتر ہے کہ نہیں؟! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات یا سیدنا عباس کی ذات جو ہے اس کو وسیلہ نہیں بنایا جاتا لیکن دعا جو ہے دعا کیونکہ عبادت ہے اور عبادت کو وسیلہ بنایا جاتا ہے۔

یہ اہم باتیں تھیں اس کے متعلق، آخر میں جو بعض بدعات اور غلطیاں رائج ہیں مسجد نبوی کی زیارت میں، میں صرف پڑھ کر سناتا ہوں اِن کے علاوہ جو ہم نے بیان کی ہیں جو غلطیاں اِن کے علاوہ ہوتی ہیں:

1- حاجیوں کے ساتھ چٹھیاں لکھ کر دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر کہ آپ جا رہے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دینا اور یہ میری چٹھی دے دینا، یہ بدعت ہے جائز نہیں ہے۔

2- مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا یہ بھی غلط ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، ویسے انسان کرنا چاہے تو کر لے لیکن کوئی خاص دلیل نہیں ہے۔

3- جب مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑے تو کوئی خاص دعا یا خاص ذکر پڑھنا اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

4- مدینہ میں داخل ہوتے ہی کوئی خاص ذکر کرنا اس کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔

5- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (مسجد نبوی میں داخل ہونے کے بعد) پہلے قبر کی طرف جانا پھر دو رکعت نماز پڑھنا یہ غلط ہے، پہلے دو رکعت پڑھنا ہے یہ مسجد نبوی کا تحیۃ ہے یہ حق ہے مسجد کا، پھر آپ نے قبر کی زیارت کو جانا ہے۔

6- قبر کے سامنے خشوع و خضوع کے ساتھ دائیاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر کھڑے ہو جانا یہ درست نہیں ہے، یہ نماز کی حالت ہے صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کے لیے۔

7- کوئی خاص طریقے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے سامنے جانا اور خاص طریقے سے وہاں پر کھڑے رہنا اور خاص دعا پڑھنا، بعض لوگ کتابچے لے کر جاتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں دعا پڑھتے رہتے ہیں یہ بھی سنت سے ثابت نہیں ہے۔

درود و سلام کا طریقہ میں بیان کر چکا ہوں کہ صحابہ کرام جب جاتے یا تو اپنی جگہ پر بیٹھ کر ہی درود پڑھ لیتے یا اگر قبر کے سامنے جاتے تو صرف یوں کہتے: "اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا رَسُولَ اللهِ ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا أبا بكر، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يا عُمر (بن خطاب رضی الله عنه)"۔

8- قبر کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا (یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کئی سال پہلے ابھی تو الحمد للہ اس کو روک دیا گیا ہے سختی کے ساتھ)، لوگ قبر کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں!

یاد رکھیں نماز عبادت ہے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی پڑھنی ہے جس نے غیر اللہ کے لیے نماز پڑھی یا سجدہ کیا تو اس نے شرک کیا۔

9- قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا یہ بھی درست نہیں ہے۔

10- فرض نماز کے بعد بلند آواز میں "السلام عليك يا رسول الله" کہنا۔

11- جب بارش آتی ہے تو بعض لوگ مسجد نبوی پر جو پانی کے قطرے گرتے ہیں اور پینٹ جب اُترتا ہے یا اس کی کوئی دھول یا گرد و غبار اُترتی ہے تو اسے لے کر جاتے ہیں اور برکت سمجھتے ہیں۔

مسجد نبوی میں نماز پڑھنے میں صرف برکت ہے لیکن مسجد نبوی کی دیواروں میں برکت نہیں ہے، مسجد حرام کے اندر نماز پڑھنے میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں اللہ کے ذکر میں طواف میں سعی میں اس میں تو برکت ہے لیکن مسجد نبوی یا مسجد حرام کی دیواروں میں یا کعبہ کے جو باقی ارکان ہیں رُکن یمانی اور حجر اُسود کے علاوہ ان کو پکڑنا اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ جائز بھی نہیں ہے۔

اور قصہ مشہور ہے صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سیدنا معاویہ بن أبی سفیان کا، سیدنا معاویہ بن أبی سفیان جب حج پر گئے ایک مرتبہ تو جب طواف کر رہے ہیں چاروں ارکانوں کو ہاتھ لگا رہے تھے، سیدنا عبداللہ بن عباس ساتھ تھے تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف حجر اُسود کو بوسہ دیتے اور رُکن یمانی کو ہاتھ لگاتے۔

سیدنا معاویہ بن أبي سفیان کو پتہ چلا کہ میرے متعلق کہہ رہے ہیں کیونکہ میں نے چاروں ارکانوں کو ہاتھ لگایا ہے، سیدنا معاویہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں کوئی چیز بغیر برکت کے نہیں ہے ہر چیز میں برکت ہے؛

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (بے شک تحقیق تمہارے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین نمونہ ہیں) (الاحزاب:21)؛ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت رُک گئے اور فرمایا "صَدَقْتَ" (تم نے سچ کہا ہے)۔

(یہ روایت بخاری میں ہے، فتح الباری میں مختلف روایات کو جو بخاری کے علاوہ بھی روایات ہیں سب کو جمع کیا تو آپ کو اس کا صواب بھی مل جائے گا ان شاء اللہ)۔

12- بعض لوگ خاص کھجور لے کر جاتے ہیں اور قبر کے قریب جا کر کھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس میں شفاء ہے، یہ بھی طریقہ درست نہیں ہے۔

13- بعض لوگ اپنے بال کا حصہ نکال کر جالی کے اندر پھینک دیتے ہیں چلتے چلتے، وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ہمارا بال وہاں پر رہے گا تو ہمیں کوئی مصیبت نہیں آئے گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری حفاظت کریں گے۔

14- بعض لوگ جو پُرانی مسجد ہے اس میں نماز پڑھتے ہیں نئی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے۔

جو توسیع ہوئی ہے شمال کی طرف جہاں پر اب نیا منبر ہے اور جو پہلی صفیں ہیں چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں اصل مسجد وہ تھی یہ باہر کا حصہ ہے ہم یہاں پر نہیں نماز پڑھتے۔

15- آٹھ دن کا وہاں پر قیام کرنا اور چالیس نمازیں پڑھنا یہ سنت سے ثابت نہیں ہے اور جو روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرے تو اس کو نفاق سے برأت مل جائے گی یہ روایت ضعیف ہے۔

16- مسجد نبوی کے علاوہ اور مسجد قباء کے علاوہ یہ دو مساجد ہیں جن کی زیارت کرنا جائز ہے، اِن کے علاوہ کسی مسجد کی طرف جانا یا کسی اور عبادت کی نیت سے جانا یہ جائز نہیں ہے، ہاں! اگر ویسے جانا ہے دیکھنے کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس طریقے سے قصد کر کے جانا اس نیت سے جانا کہ باعث ثواب ہے، بعض لوگ جاتے ہیں چار پانچ مساجد میں جاتے ہیں اور ہر مسجد میں دو دو رکعت پڑھتے ہیں۔ اور سات مسجدیں مشہور تھیں کسی زمانے میں اب تو کئی سال ہو گئے ہیں توڑ دی گئی ہیں موجود نہیں ہیں ان سات مسجدوں کی حقیقت کیا ہے جانتے ہیں آپ؟

جنگ خندق میں جنگ احزاب میں بعض صحابہ نے کیمپ لگائے تھے اور وہ جو کیمپ تھے بعد میں آنے والے لوگوں نے ایک نشانی لگادی، پھر جب بعد میں صوفی آئے بدعتی انہوں نے وہاں پر مسجدیں بنادیں، سات مسجدوں کے نام سے یہ مساجد مشہور تھیں لوگ بڑے پریشان ہوتے تھے۔

مجھے یاد ہے جب چھوٹا تھا میں تو مجھے بھی لے کر جاتے والدین اور ہر مسجد میں دو رکعت پڑھواتے، یعنی ایک اوپر ہے ایک نیچے ہے تو چل چل کر تھک جاتے پھر ہر مسجد میں دو دو رکعت پڑھنی ہے تو کافی مشکل لگتا تھا!

الحمدللہ بدعت ہمیشہ مشکل ہوتی ہے تو اُن کا وجود نہ رہا۔

17- جماعت کی صورت میں اکٹھے یا اجتماعی صورت میں اکٹھے درود پڑھنا یہ بھی جائز نہیں ہے۔

18- بقیع کی زیارت کو جانا ہر نماز کے بعد یہ بھی جائز نہیں ہے؛ آپ ایک دفعہ گئے کافی ہے بس لیکن ہر نماز کے بعد جا کر زیارت کرنا بقیع کی یہ ثابت نہیں ہے۔

19- خمیس کے دن خاص طور پر زیارت کرنا شہدائے اُحد کی (اُحد کی طرف جا کر ہر خمیس کے دن) اس کی تخصیص کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔

20- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جالی میں کوئی دھاگے باندھتے ہیں؛ ابھی تو نہیں ہے الحمدللہ اب سختی ہے پہلے کوئی دھاگے باندھتا تھا کوئی تعویذ باندھتا تھا، اب یہ کام جب شہدائے اُحد کی طرف جائیں نا جو چار دیواریں ہیں، جو جالی ہے وہاں پر دیکھیں گے آپ کہ کوئی تعویذ بندھے ہوئے ہیں پتہ نہیں کوئی دھاگے بندھے ہوئے ہیں، تو یہ بالکل جائز نہیں ہے، نہ تعویذ باندھنا جائز ہے اور نہ ہی دھاگے باندھنا جائز ہے بلکہ یہ شرک کی مختلف صورتیں ہیں۔

21- بعض لوگ وہاں پر کسی کو یاد ہوگا دیکھیں شفاء کی مٹی یا خاص شفاء کی مٹی یہ کافی مشہور تھی کسی زمانے میں، لوگ پاکستان تک بھی لے کر آتے تھے کہ یہ خاص شفاء کی مٹی ہے؛ کوئی مٹی لے کر آتا ہے پتہ نہیں کہاں سے کہتا ہے اس میں شفاء ہے، یہ بھی بالکل درست نہیں ہے۔

22- اور نہ ہی کسی پانی میں شفاء ہے یاد رکھیں؛ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بعض ایسے کنویں ہیں جو پُرانے زمانے میں کنویں تھے سیدنا علی بن أبي طالب کا یا سیدنا عثمان کا وہاں پر جا کر غسل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شفاء کے لیے ہے، بلکہ ایک کنواں تو شہدائے اُحد کے قریب بھی تھا جبل اُحد کے قریب اب حکومت نے اسے بند کر دیا ہے اُٹھادیا ہے وہاں پر لوگ غسل کرنے جاتے پھر شہدائے اُحد کی طرف جاتے زیارت کے لیے۔

23- مسجد نبوی سے نکلتے وقت اوندھے پاؤں چلنا (یعنی پیٹھ کر کے نہ جانا بلکہ اوندھے پاؤں پیچھے چلتے جانا) یہ بھی غلط ہے سنت سے ثابت نہیں ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۚ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۚ﴿۱۸۱﴾ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۸۲﴾﴾

وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِين

mp3 Audio

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (مسجد نبوی کی زیارت کے بعض ضوابط اور اصول) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔